مثنویات محمود

از

محمود لاہوری

مرتبہ :

ڈاکٹر محمد بشیر حسین

☆

ملنے کا پتہ :

سیکرٹری دولت ایران گرانٹ فنڈ کمیٹی

شعبۂ فارسی پنجاب یونیورسٹی (اورینٹنل کالج) لاہور

ڈاکٹر محمد باقر*

کشف المحجوب اور سید علی ہجویریؒ کے بارے میں چند گزارشات

(۱)

کشف المحجوب کے قدیم نسخے

نوائے وقت لاہور کی ۲۹ دسمبر ۱۹۷۷ء کی اشاعت میں حضرت سید علی جلابیؒ ثم ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش کی مشہور عالم تصنیف کشف المحجوب کے ایک خطی نسخے کے متعلق یہ حیرتناک اور بیحد دلخوش کن اطلاع شائع ہوئی کہ یہ لاہور میں موجود ہے اور حضرت داتا گنج بخش کے اپنے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے۔ راقم نے مالک کی طرف رجوع کیا تو یہ دیکھ کر مایوسی ہوئی کہ اس نے اخبار کو صحیح اطلاع بہم نہیں پہنچائی تھی۔ یہ نسخہ مغلوط ہونے کے علاوہ سو سال سے زیادہ پرانا نہیں۔ اس کی روشنائی، کاغذ اور کتابت اس کی شاہد ہے۔ جیسا کہ عام طور پر معلوم ہے حضرت داتا صاحبؒ کی وفات کو تقریباً نو سو سال ہو چکے ہیں اور اس وقت تک ابھی نستعلیق رائج نہیں ہوا تھا جس میں یہ نسخہ مرقوم ہے۔ پندرھویں صدی عیسوی میں کتاب نویسی اور کتابت مدارج اعلیٰ طے کر گئی۔ یہ تیموریوں کا دور تھا۔ اور اسی صدی میں تبریز کے معروف خطاط خواجہ میر علی نے نسخ اور تعلیق کی آمیزش سے نستعلیق کی ایجاد اور ترویج کی۔ ایران میں تیرھویں صدی عیسوی میں رقاع اور توقیع کی آمیزش سے تعلیق کی ایجاد ہو چکی تھی۔ اس کا ذکر مولانا جامی نے یوں کیا ہے:

کاتبان را ہفت خط باشد بطرز مختلف
ثلث و ریحان و محقق نسخ و توقیع و رقاع
بعد ازان تعلیق آن خط است کش اہل عجم
از خط توقیع استنباط کردند اختراع[1]

مشتہرہ نسخہ معمولی نستعلیق میں سیالکوٹی کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ سیالکوٹی

---

*پروفیسر ایمیریٹس پنجاب یونیورسٹی

1. Baqir, Muhammad, *Introduction* to *Tazkera-ye Khattatin*, 3.

کاغذ بھی داتا صاحب کے وقت میں ابھی تیار ہونا شروع نہیں ہوا تھا - جو سیاہ روشنائی استعمال کی گئی ہے وہ بھی سو سال سے کم قدیم ہے -

حقیقت یہ ہے کہ کشف المحجوب[1] کا کوئی معاصر نسخہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا - یہ اطلاع بھی درست نہیں کہ مرحوم پروفیسر ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب کا مملوکہ خطی نسخہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانیؒ کے دست مبارک سے ۶۶۴ھ میں لکھا گیا ہے - اصل نسخہ دیکھیں تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ کتابت ۱۰۶۴ھ یا کسی اور تاریخ کی تحریف کرکے کسی نے ۶۶۴ھ بنائی ہے - اس خطی نسخے کا خط اور کاغذ دونوں اس کی صحیح قدامت کا اعلان کر رہے ہیں -

روسی مستشرق ویلنٹائن ژوکوفسکی کو بھی دراصل کوئی مستند نسخہ ہاتھ نہیں آیا - اس لیے اس کے مطبوعہ ایڈیشن کی صحت بھی مشکوک ہے اور یہ کہنا درست معلوم نہیں ہوتا کہ قدامت کے اعتبار سے ژوکوفسکی کا نسخہ دوسرے درجے پر ہے - اس نے جب کتاب کی تدوین شروع کی تو اس کے سامنے اس کے اپنے بیان کے مطابق مندرجہ ذیل پانچ نسخے تھے :

(الف) نسخۂ خطی متعلق بہ کتابخانۂ سلطنتی وی آنا (شمارۂ ۴۳۴ از مجموعۂ ہامر، فہرست فلوگل، مجلد سوم، ص ۴۴) - اس کے چند ابتدائی اوراق افتادہ ہیں - تاریخ کتابت درج نہیں - اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ نویں صدی ہجری (سولھویں صدی عیسوی) کا نسخہ ہے - اس نسخے کے خاتمے پر درج ہے :

"مقابلہ کردہ شد کتاب کشف المحجوب من اولہ الی آخرہ و تصحیح کردہ شد بقدر الوسع و الطاقہ بر دست بندۂ حقیر مسعود صوفی تاب اللہ عنہا توبۃ نصوحاً . . . تمت المقابلہ بقدر الوسع و الطاقہ علی یدی العبد الضعیف الفقیر الحقیر الوقیر الداعی الی اللہ الوفی مسعود بن شیخ الاسلام القرشی الصوفی.."[2]

گویا اس نسخے کا کاتب مسعود بن شیخ الاسلام القرشی صوفی ہے -

(ب) ژوکوفسکی نے اپنے متن کی تدوین کے وقت دوسرا خطی نسخہ پبلک لائبریری تاشقند کا استعمال کیا ہے جو ۱۳ ذوالحجہ ۱۰۴۶ ہجری کا لکھا ہوا ہے[3]-

---

۱- کشف المحجوب نسخۂ خطی متعلق بہ کتابخانۂ مولوی محمد شفیع، صفحۂ آخر -

2. Flugel, G., *Die Arabischen Persischen und Turkischen Handschriften der Kaiserlich-Koniglichen Hofbibliothek Zu Wien*, iii, 440.

3. Khal, E. Th., *The Persian, Arabic and Turkish manuscripts in the Turkestan Public Library*, 40.

(ج) تیسرا نسخہ سمرقند میں نجی ملکیت میں تھا جو ژوکوفسکی نے استعمال کیا۔

(د) دانشگاہ سینٹ پیٹرزبرگ کے کتابخانہ کا نسخہ (شمارۂ ۸۳۵ از مجموعہ کاظم بک۔ مؤرخ ۱۰۱۱ھ)۔

(ہ) خطی نسخہ متعلق بہ موسسہ السنہ شرقیہ وزارت امور خارجہ۔ اس کا اول و آخر افتادہ تھا۔[1]

ژوکوفسکی نے وی آنا کے نسخے کو بنیاد بنا کر اور دیگر نسخ سے مقابلہ کرکے اپنے نسخے کی تدوین کی۔ اُس نے ۱۹۰۰ء میں یہ کام شروع کیا۔ مسٹر ایل۔ ایس ڈوگن (L. S.Dugin) اُس وقت پروفیسر ژوکوفسکی کے زیر تعلیم تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

'The critical edition of the *Kashf-ul Mahjub* by the late Prof. V. Zhukovsky is a post-mortem edition, having appeared only in 1926. The work was begun by the great savant as far back as 1900, and in 1901 the present writer (as that time one of Prof. Zhukovsky's students) was asked by Prof. Zhukovsky to assist him with the collation of the sheets ready for print with the various MSS. used by him for the edition. That humble collaberation, however, did not materialize owing to the technical difficulties of that plan, and the work was completed by Prof. Zhukovsky single handed a couple of years later, and printed off, together with seven of its eight Indices, as early as 1905. Th e exhaustive scholarly Introduction (in Russian) to the edition (which comprises 57 pages) was, however, completed and printed, as also the remaining eighth Index, only in 1914. Owing to the then prevailing circumstances, the folded, but unsewn, copies of the book remained stacked up on the premises of the Press, where it was printed, without seeing the light of publication. It was only in 1926, several years after Prof. Zhukovsky's death (He died of heart failure on the 17th January, 1918), that the book, to which a Russian and a Persian title-page, and two pages of Preface were added, was finally issued."[2]

کشف المحجوب کے روسی ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۲۶ء کے ساتھ روسی زبان میں ایک مقدمہ دانشگاہ دولتی لینن گراڈ کے موسسہ تتبعات تطبیقی در ادبیات و السنہ

1. Baron V. Rosen, *Collections Scientifique de l'Institue des Langues Orientales, Les Manuscripts Persian*, iii, 291.

1. Siddiqui, Misbah-ul Haque, *The Life and Teachings of Hazrat Data Ganj Bakhsh*, 42.

غربی و شرقی کے دوامی رکن مسٹر اے ۔ راما سکیفیچ (A. Ramaskievitch) کی طرف سے شامل ہے جس میں ڈوگن کی اطلاعات پر یہ اضافہ کیا گیا ہے :

''کتاب کشف المحجوب تالیف ابی الحسن علی بن عثمان بن ابی علی الجلابی الہجویری الغزنوی کا متن (صفحات ۱-۵۴۶) اور فہارس (صفحات ۸۸-۵۴۷) بتوسط مرحوم ویلنٹائن ژوکوفسکی ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی تھیں ۔ کچھ دیر بعد مصحح کے مقدمہ کا ایک جزو چھاپا گیا اور پھر یہ کئی سال تک اسی حالت میں ناتمام پڑا رہا ۔ تا آنکہ پروفیسر ماسوف نے ۱۹۱۴ء میں ایک اور مقدمہ لکھ کر اس کام کو مکمل کیا ۔ اس وقت مدرسۂ السنۂ پیٹرز برگ کی روداد مورخ ۱۸ اپریل ۱۹۱۴ء کے مطابق یہ طے کیا گیا کہ کتاب مذبور آیندہ سال شائع کرائی جائے ۔

''ژوکوفسکی کی وفات (۴ جنوری ۱۹۱۸ء) کے بعد راقم کو مدرسۂ عالیہ السنۂ شرقی لینن گراڈ کی طرف سے حکم ملا کہ میں پروفیسر ماسوف کے کام کو انجام تک پہنچاؤں کہ مجھے بھی مرحوم کے حضور شرف تلمذ حاصل تھا ۔ لیکن غیر معمولی حالات کی وجہ سے یہ نفیس نسخہ شائع نہ ہو سکا ۔

«میری تجویز پر ۱۹۲۱ء میں دانشگاہ دولتی لینن گراڈ کے موسسۂ تتبعات تطبیقی در ادبیات و السنۂ غربی و شرقی نے یہ طے کیا کہ اس متن کو مکمل طور پر شائع کیا جائے ۔ چنانچہ اس کتاب نے ۱۹۲۶ء کے آغاز طباعت کے تمام مراحل طے کیے[1]» ۔

راقم کے کتاب خانے میں **کشف المحجوب** کا وہ اولین مطبوعہ نسخہ بھی ہے جسے پروفیسر نکلسن نے بنیاد بنا کر ۱۹۱۱ء میں اپنا انگریزی ترجمہ پیش کیا[2] ۔ یہ نسخہ ۱۸۷۴ء میں لاہور میں چھپا تھا ۔ اور اس پر کشف ، مدار ، غیاث ، فتح الرحمن ، صراح ، لطایف ، کنز ، شرح تحایف آداب الشریعہ کے حواشی مندرج ہیں۔ اس کے علاوہ مسند محمد بن یعقوب بن الھارثی، مسند حسن بن محمد بن خسرو اور مسند امام اعظم سے بھی حواشی منقول ہیں ۔ لیکن حواشی درج کرنے والے اور کتاب کے مدون کا کوئی ذکر نہیں ۔ ژوکوفسکی نے **کشف المحجوب** کے اپنے نسخے کی تدوین کے وقت اس مطبوعہ نسخے کو دیکھا تھا ۔ لیکن اس نے اس سے استفادہ نہیں کیا ۔ کیونکہ وہ یہ نسخہ حاصل کرنے سے قبل اپنی کتاب ترتیب دے چکا تھا ۔

اس فقیر کے کتاب خانے میں کشف المحجوب کا وہ نادر مطبوعہ نسخہ بھی ہے جو شوال المعظم ۱۳۳۰ھ (اکتوبر ۱۹۱۲ء) میں سمرقند سے شائع ہوا ہے ۔ اسے

۱۔ **کشف المحجوب** ، مطبوعہ تہران ، ۱۳۳۶ شمسی ، ص سی و سہ ۔
۲۔ نکلسن : مطبوعہ ترجمۂ انگریزی مقدمہ ، صفحات XVI - XV ۔

ملا سید عبدالمجید مفتی بن ملا سید عبداللہ المدرس الحنفی نے مطبع حرمت مند سلیانوف سے شائع کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ نسخہ ژوکوفسکی کے مطبوعہ نسخے سے تقریباً ۳۱ سال پیشتر شائع ہوا۔ اس کی کتابت میرزا سید عبدالسلام بن سیادت پناہ نے کی۔ ملا سید عبدالمجید نے اس کتاب کے آخر میں ایک اشتہار بھی اس مضمون کا درج کیا ہے کہ اگر دو سال سے پہلے کوئی ناشر اس کتاب کو میری اجازت کے بغیر شائع کرے گا تو میں اس کے خلاف دعویٰ دائر کر دوں گا[1]۔

ان توضیحات سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ اس وقت تک معلوم اور مؤرخ خطی نسخوں میں گیارہویں صدی ہجری (سترہویں صدی عیسوی) سے قدیم تر کوئی نسخہ دریافت نہیں ہوا[2] اور مطبوعہ نسخوں میں قدیم ترین نسخہ ۱۸۷۳ء کا ہے۔ جو لاہور سے شائع ہوا ہے۔ اس نسخے کی بنیاد کس خطی نسخے پر رکھی گئی اس کی کوئی اطلاع نہیں ملتی۔ بہر صورت اس وقت سے پہلے کا کوئی نسخہ مل جائے تو ہمارے لیے باعث خوش وقتی و سعادت ہوگا۔

(۲)

قطب دورانؒ کی تاریخ وفات

قطب دوران حضرت سید علی ہجویری کی تاریخ وفات کا مسئلہ اس لیے الجھا ہوا ہے کہ کسی معاصر تالیف میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ بعد کے اور وہ بھی کئی سو سال بعد کے لوگوں کی بات پر اس لیے اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ یہ سب مختلف تاریخہائے وفات کسی سند کے بغیر درج کر دیتے ہیں۔ سب سے پہلے قابل غور تاریخ وفات وہ ہے جو لوح مزار پر کندہ ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وضع سنگ و خط مزار چنداں قدیم نہیں، مفتی غلام سرور لاہوری اپنی تالیف **خزینة الاصفیا** میں یہ اطلاع بہم پہنچاتے ہیں:

«سابق بالای مزار پر انوار شیخ گنبد نہ بود۔ حالا در سال یک ہزار و دو صد و ہفتاد و ہشت شخصی حاجی نور محمد بہ تعمیر گنبد معلیٰ پرداخت»[3]

اس اطلاع سے صرف ایک منفی نتیجہ مرتب ہوتا ہے کہ ۱۲۷۸ھ (۲-۱۸۶۱ء) تک اس مزار پر کوئی گنبد نہ تھا۔ ضمناً یہ درج کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ

۱۔ **کشف المحجوب** مطبوعہ سلیانوف، ص ۲۹۳۔

۲۔ گو فلوگل نے ژوکوفسکی کے بنیادی نسخہ متعلق بہ کتاب خانۂ وی آنا کو اندازاً نویں صدی ہجری کا قرار دیا ہے۔ (فہرست، جزوسہ، ص ۴۰۰)۔

۳۔ **خزینة الاصفیا**، مفتی غلام سرور لاہوری، ۲ : ۲۳۳۔

خزینۃ الاصفیا (مؤلفہ ۸۱ - ۱۲۸۰ھ) میں مفتی غلام سرور گنبد کے تعمیر کرنے والے کا نام حاجی نور محمد فقیر درج کرتے ہیں اور اپنے معاصر مورخ مولوی نور احمد چشتی لاہوری سے اتفاق کرتے ہوئے اس کا نام نور محمد ہی بتاتے ہیں - ملاحظہ ہو :

«اس گنبد کی تاریخیں تعمیر کی شعرائے لاہور نے بہت لکھی ہیں - دو قطعۂ تاریخ ان میں سے ، ایک تو میاں فرید شاعر نے تحریر کی ہے ، درج کی جاتی ہیں :

نور محمد چون بناء نو نہاد
مقبرۂ مکرم مرحوم ما
گفت فرید از پئے تاریخ او
مقبرۂ منعم مخدوم ما
۱۲۷۸

''اور دوسری تاریخ مصنفہ مفتی غلام سرور صاحب جو انھوں نے در باب تعمیر اس روضہ کے لکھی تھی اور بوقت تصنیف کتاب ہذا کے بامید اندراج میرے پاس بھیجی ، سو وہ یہ ہے :

کرد عجب نور محمد بنا
روضۂ پر نور از صدق دلی
مقبرۂ سید دین گنج بخش
قرۃ البصار نبی و علی
آن کہ دو کونش تہ فرمان شدند
سید و سردار شاہ غزنوی
قطب جہان سرور اقطاب دین
گنج سخا مظہر نور جلی
سال بنائش بخرد گفت دل
روضۂ عالی علی ولی''[1]
۱۲۷۸

اس سلسلے میں یہ درج کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی کوئی معتبر شہادت ابھی تک دستیاب نہیں ہوئی کہ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری واقعی اس مقام پر مدفون ہیں جہاں بتایا جاتا ہے - اس ضمن میں قدیم ترین اطلاع جو اب تک دستیاب ہوئی ہے وہ داراشکوہ کی ہے جس نے لکھا ہے :

''و قبر درمیان شہر لاہور مغرب قلعہ واقع شدہ''[2]

۱- تحقیقات چشتی ، نور احمد چشتی لاہوری ، ۲ ، ۲ - ۱۰۸۱ -
۲- سفینۃ الاولیا داراشکوہ ، ص ۱۶۵-

اگر موجودہ قبر کو دیکھا جائے تو یہ قلعہ کے مغرب کی طرف کم اور جنوب کی طرف زیادہ ہے - پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر درمیان شہر لاہور ، ہے جو درست نہیں ہے - واللہ اعلم باالصواب -

(۳)

تاریخ وفات کے منابع

تاریخ وفات مندرجہ ذیل منابع سے درج کی ہوئی صورت میں ملتی ہے :

شمار	منابع	مصنف یا مولف	تاریخ تالیف	مندرج تاریخ وفات
۱-	سنگ مزار		نصب شدہ ۲-۱۸۶۱ء/۱۲۷۸ھ	۴۶۵ھ
۲-	سفینۃ الاولیاء ، ۱۶۵ کانپور ، ۱۸۸۴ء	دارا شکوہ	۲۷ رمضان ۱۰۴۹ھ ۲۱ جنوری ۱۶۰۴ء	۴۵۶/۴۶۴ھ
۳-	نفحات الانس	جامی		تاریخ وفات کا ذکر ہی موجود نہیں جیسے مفتی غلام سرور نے کہا ہے
۴-	تذکرہ علمائے ہند، ۵۹	رحمان علی		۴۶۵ھ
۵-	سبک شناسی ۲ ، ۱۸۷	مرحوم ملک الشعراء بہار		"
۶-	تصوف اسلام ۵۳،	عبدالماجد		"
۷-	ماثرالکرام			"
۸-	اسماء المصنفین ۱ ، ۶۹۱	اسماعیل پاشا بغدادی		"
۹-	بزم صوفیہ ، ۸	سید صباح الدین		"
۱۰-	شرح نفحات الانس	شیخ حامد کشمیری		"
۱۱-	ترجمہ کشف المحجوب XI	نکلسن		بین ۴۶۵-۴۶۹ھ
۱۲-	خزینۃ الاصفیاء	مفتی غلام سرور		۴۶۴ یا ۴۶۶ھ
۱۳-	مقالہ مطبوعہ سروش	پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع	دسمبر ۱۹۵۹ء	بعد از ۴۷۹ھ
۱۴-	مقالہ مطبوعہ سروش	آقای عبدالحی حبیبی	اکتوبر ۱۹۵۹ء	بین سنوات ۴۸۱-۵۰۰ھ
۱۵-	کشف الظنون	حاجی خلیفہ		۴۵۶ھ
۱۶-	قاموس الاعلام	سامی بیگ		۴۵۶ء
۱۷-	آب کوثر ، ۸۶	شیخ محمد اکرام		۴۶۵ھ

ان تمام تاریخہائے وفات کے لیے کسی مولف نے کوئی حتمی سند پیش نہیں کی - لہذا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ حضرت داتا گنج بخش کی صحیح یا اندازاً تاریخ وفات معین کرنے کے لیے اندرونی شہادت کی طرف کس طرح رجوع کیا گیا ہے - اس

سلسلے میں حضرت صاحب کے اپنے بیان کے مطابق ۴۶۵ھ کے بعد اُن کے حیات ہونے کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ وہ کشف المحجوب میں استاد امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ قشیری نشاپوری شافعی(۴۶۵-۳۷۶ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے استفادہ کرنے کا ذکر بارہا کرتے ہیں : مثلاً ''از استاد ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ شنیدم'' (ص ۳۰، ۳۶۸، ۲۰۵ طبع سمرقند) - چونکہ استاد قشیری اکثر مورخوں کے بقول سنہ ۴۶۵ھ میں فوت ہوئے تھے[1]۔ اس لیے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ھجویریؒ ۴۶۵ھ کے بعد زندہ تھے اور **کشف المحجوب** لکھ رہے تھے -

اس طرح ابو الحسین سالبہ بن ابراھیم کے والد ابو الفتح سالبہ کا ذکر کرتے ہوئے ھجویری فرماتے ہیں : شیخ الشیوخ ابوالفتح سالبہ افصح اللسان بود و شیخ ابو الفتح سالبہ مرید را خلقی نیکو و امیدوار است (کشف ۲۱۴ - ۱۳۵) -

ابوالحسین سالبہ ۴۷۳ھ میں وفات پاتے[2] ہیں - اس لیے اس بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ہجویری اس سال تک بھی حیات تھے -

پھر ابو علی فارمدی کا ذکر **کشف** (ص ۲۱۱) میں ملتا ہے جنھیں ھجویری دعائے ''ابقاالله'' سے یاد فرماتے ہیں - فارمدی ۴۷۷ھ میں فوت ہوتے ہیں - لہذا یہ کہنا پڑتا ہے کہ ھجویری ۴۷۷ء تک بھی زندہ تھے -

کشف میں پیر ھرات خواجہ عبداللہ انصاریؒ کا ذکر بدعای رحمۃ اللہ علیہ (ص ۳، طبع سمرقند) آتا ہے اور خواجہ صاحب ۴۸۱ھ[3] میں فوت ہونے تھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ **کشف** ۴۸۱ھ تک لکھی جا رہی تھی اور ھجویری اس سال تک بھی زندہ تھے -

اس وقت تک دستیاب ہونے والی داخلی شہادتوں میں آخری سال ۵۰۰ھ کا ہے جس میں حضرت داتا ''گنج بخش زندہ نظر آتے ہیں -**کشف** میں شیخ قسورہ بن محمد گردیزی کا ذکر ملتا ہے : شیخ اوحد قسورہ بن محمد الجردیزی باہل طریقت شفقتی تمام دارد ، و مر ہر یک را بنزدیک وی حرمتی ھست ومشایخ را دید است'' (ص ۲۱۸ طبع لینن گراد) - آقای عبدالحی حبیبی کی تحقیق کے مطابق شیخ قسورہ گردیزی چھٹی صدی ہجری کے آغاز تک زندہ تھے - اھذا یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت داتا صاحب بھی اس وقت تک زندہ تھے - (مجلہ سروش اکتوبر ۱۹۵۹ ، ص ۱۰)- گویا

۱- **وفیات الاعیان** ابن خلکان ، ۲ ، ۳۷۵ -

۲- **المنتظم** ابن جوزی ، ۸ ، ۳۲۸ و **نفحات الانس** جامی ، ۲۵۹ -

۳- **مراۃ الجنان** یافعی ، ۳ ، ۱۲۲ و **نفحات** جامی ، ۳۳۲ -

مزار پر لکھی ہوئی تاریخ غلط ہے اور یہ امر یقینی ہے کہ سید علی هجویری سنہ ۵۰۰ھ (۱۱۰۷ ء) تک بقیہ حیات تھے ۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد شفیع نے یہ تجویز بھی کی ہے کہ چونکہ کشف میں دیگر متصوفہ کی وفیات کا بھی ذکر ہے اگر ان کی تاریخہائے وفات کا جائزہ لیا جائے تو یہ ممکن ہے سید علی هجویری کی تاریخ وفات ۱۱۰۷ء/۵۰۰ھ سے بھی بعد تک لے جائی جاسکے ۔

کتابیات

1. Baqir Muhammad, *Introduction to Tazkera-ye Khattatin*. Lahore, 1965.
2. Baron V. Rosen, *Collections Scientifiques de l Institule des dangus Orientales, iii. Les Manuscripts Persan.* St. Petersbourge, 1886.
3. Dugin, L.S , *The Kashf-ul-Mahjub of Abul-Hasan Ali al-Jullabi* (An article in Siddiqui Collection, See Siddqui).
4. Flugel, G., *Die., arabischen, persiden and turkischen Handschriften der Kaiserlich - Koniglichen Hofbiblio thek zu Wien*, Wien, 1865.
5. Khal, E.Th., The Persian, Arabic and Turkish manuscripts in the Turkestan Public Library, Catalogue (in Russian)
6. Nicholson, Reynold A., *The Kashf al-Mahjub* (Eng. Tr.) London, 1959.
7. Siddique, Misbah al-Haque, *The life and Teachings of Hazrat Data Ganj Bakhsh*. Lahore, 1977.

۸- آب کوثر، شیخ محمد اکرام ۔ لاہور

۹- اخبارالاصفیا ، عبدالصمد بن محمدافضل ۔ نسخہ خطی متعلق بکتابخانہ دیوان هند شمارہ شدہ ۱۳۶۴

۱۰- اسماء المصنفین، اسماعیل پاشابغدادی ۔

۱۱- بزم صوفیہ ، سید صباح الدین ۔ اعظم گڑھ ۔

۱۲- تاریخ وفات داتا گنج بخش علی هجویری غزنوی ، آقای عبدالحی حبیبی مقالہ ای مطبوعہ مجلہ سروش ، کراچی ، اکتوبر ۱۹۵۹ م ، ص ۱۱ — ۳ ۔

۱۳- تاریخ وفات هجویری ، استاد دکتور محمد شفیع ۔ مقالہ ای مطبوعہ مجلہ سروش کراچی ، دسمبر ۱۹۵۹ م ۔ ص ۱۲ — ۱۰ ۔

۱۴- تحقیقات چشتی ، سید نوراحمد چشتی ، پنجابی ادبی اکیڈیمی ایڈیشن لاہور ، ۱۹۶۴ ۔

۱۵- تذکرۂ علمائے ہند ، رحمان علی لکھنؤ ، ۱۹۱۴ ۔